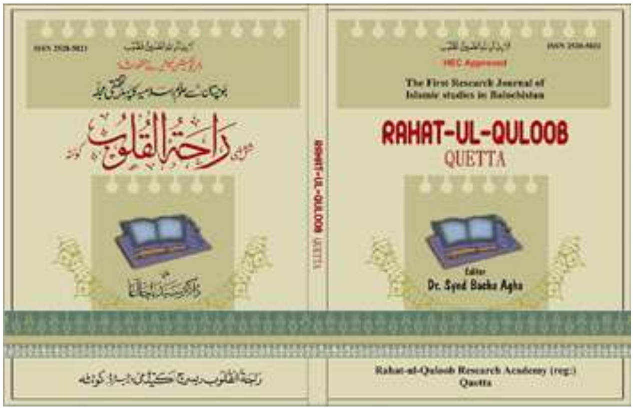

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution
4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

مختلف معاملات میں امانت اور اس پر قبضہ

Trust and Its Possession in Different Transactions

AUTHORS

1. Shahab Naimat Khan, Assistant Professor Islamic Studies, Balochistan University of Information Technology, Engineering and Management Sciences, (BUTIEMS), Quetta ،Pakistan.
   Email: shahab.naimat@gmail.com
2. Dr. Abdul Wadood, Assistant Professor, International Relations, BUTIEMS, Quetta, Pakistan.

How to Cite: Shahab Naimat Khan, and Dr. Abdul Wadood. 2022. “URDU: مختلف معاملات میں امانت اور اس پر قبضہ: Trust and Its Possession in Different Transactions”. *Rahat-Ul-Quloob* 6 (1), 210-21. https://doi.org/10.51411/rahat.6.1.2022/352.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/352
Vol. 6, No.1 || Jan–Jun 2022 || URDU-Page. 210-221
Published online: 24-02-2022

QR. Code

مختلف معاملات میں امانت اور اس پر قبضہ

Trust and Its Possession in Different Transactions

[1]شہاب نعمت خان [2]عبد الودود

ABSTRACT

Islam is a religion, which guides its followers in every walk of life, whether be beliefs, worships, social or financial contracts or manners. The scholars of different times decide the solutions for new emerging issues keeping in view the rules provided by Islam. This series continues till the Day of Judgment.

One of the new emerging issues is "Trust and its Possession in Different Transactions". People individually and collectively are dealing in Trust Deals. They need to know the Islamic rulings about it and wherever it is found. This research paper is an investigation of Trust and its status in different transactions like Mudarabah, Lease and Mortgage. Furthermore, it discusses that when the trustee will stand responsible for loss and where he will be free from the obligation of the Trust. All of this is mentioned in the light of the Holy Quran, Hadees and the opinions of the five juristic schools of thoughts i.e., Hanafi, Maliki, Shafai, Hanbali and Shia.

Keywords: Trust, Quran, Hadis, Mudarabah, Lease, Mortgage, Possession, Hanafi, Maliki, Shafai, Hanbali, Shia.

جدید دور میں زندگی تیزی سے بدل رہی ہے۔اس تبدیلی کی وجہ سے وہ دنیا میں موجود مذاہب سے بھی یہ تقاضا کرتی رہتی ہے کہ وہ اس میں موجود گوں ناگوں مسائل کا جواب دیں۔ اللہ تعالی نے اپنے مذہب اسلام میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ہر زمانہ اور صورتحال کے لیے واضح اصول و قوانین فراہم کرتا ہے، تاکہ اس کو ماننے والے کبھی بھی ایسی بند گلی میں اپنے آپ کو نہ محسوس کریں جہاں وہ یہ سوچنا شروع کردیں کے اسلام نے ہمارے لیے ہدایات نہیں دیں اور ہمیں اس طرح کی صورتحال سے نکلنے کا راستہ نہیں بتایا۔ علمائے کرام اور اسلامی علوم پر کام کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نئے پیش آمدہ مسائل کو سامنے رکھیں اور ان کا حل اسلامی اصول و قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے دیں۔

اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے نئے مسائل میں سے ایک مسئلہ 'امانت، اس کی مختلف صورتیں اور ان میں قبضہ' سے متعلق یہ مقالہ لکھا گیا ہے۔ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر امانت سے اور جن معاملات میں امانت کسی نہ کسی طور پر پائی جاتی ہے ان سے واسطہ پڑتا ہے اور ان کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ان کے اسلامی احکام کا علم حاصل کریں۔ وہ روزمرہ زندگی میں کچھ اس طرح کے سوالات کا سامنا کرتے ہیں: امانت کیا ہے؟ قرآن وحدیث امانت کو کیسے بیان کرتے ہیں؟ امانت خود ایک الگ معاملہ ہے یا دوسرے معاملات کے ضمن میں بھی یہ پائی جاتی ہے؟ اگر یہ دوسرے معاملات کے ضمن میں پائی جاتی ہے تو وہ معاملات کیا ہیں؟ امانت رکھنے والے پر امانت کی ذمہ داری کب لازم ہوتی ہے؟ وہ کون سا نقطہ ہے جس پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امانت رکھنے والا اب اس چیز کا ذمہ دار ہے اور کب وہ اس ذمہ داری سے بری ہوگا؟ وغیرہ۔ اس قسم کے سوالات کے جوابات کے لیے اس مقالہ کو ترتیب دیا گیا ہے اور آخر میں پورے مقالے کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

امانت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

القاموس المحیط میں امانت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ 'امن' سے ہے، جو کہ خوف کی ضد ہے اور خود امانت خیانت کی ضد ہے۔[1]

قرآن کریم میں لفظ امانت

سورۃ بقرۃ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ۔[2]

ترجمہ: جب تم کسی سفر پر ہو اور کسی لکھنے والے کو نہ پاؤ تو قبضہ کیے گئے رہن (کے ذریعہ معاملہ کرو) اور جب تم میں سے بعض کو بعض سے امان حاصل ہو جائے تو جس کے پاس امانت رکھوائی گئی وہ مالک کو اس کی امانت ادا کر دے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا[3]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی آپ کو حکم دیتے ہیں حقداروں کو ان کی امانتیں ادا کرنے کا۔

اور مؤمنوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ان کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ[4]

ترجمہ: اور وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی رعایت کرتے ہیں۔

احادیث میں لفظ امانت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ ، وَلا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ[5]

ترجمہ: امانت ادا کرو جس نے تمہیں امین بنایا اور خیانت نہ کرو اس کیساتھ جو آپکے معاملے میں خیانت کرے۔

حضرت ابو ہرہرۃ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کی ایک نشانی اس طرح روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إذا ضُيِّعَتِ الأمانَةُ فانْتَظِرِ السَّاعَةَ قالَ: كيفَ إضاعَتُها يا رَسولَ اللَّهِ؟ قالَ: إذا أُسْنِدَ الأمْرُ إلى غيرِ أهْلِهِ فانْتَظِرِ السَّاعَةَ[6]

ترجمہ: جب امانت ضائع کی جائے تب قیامت کا انتظار کرنا۔ راوی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! امانت کا ضائع کرنا کیسے ہو گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حکومت نااہل لوگوں کو دے دی جائے تب قیامت کا انتظار کرنا۔

امانت اصطلاح میں

مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں امانت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"امانت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو امین کے پاس ہو، چاہے وہ حفاظت کی غرض سے ہی امانت رکھوائی گئی ہو جیسے ودیعت یا وہ کسی اور عقد کے تحت امانت ہو جیسے اجرت پر دی یا لی گئی چیز اور عاریت پر دی یا لی گئی چیز، یا وہ کسی کے ہاتھ بغیر کسی ارادے اور عقد کے امانت بن گئی ہو، جیسے ہوا نے کسی کے گھر میں اس کے پڑوسی کا مال ڈال دیا ہو، کیونکہ یہ بغیر کسی عقد کے ہے اس لیے ودیعت نہیں ہو گا، بلکہ صرف امانت ہو گا۔"[7]

مذکورہ بالا تعریف سے معلوم ہوا کہ امانت ایک عام چیز ہے اور ودیعت خاص ہے، یعنی ہر ودیعت امانت ہے، پر ہر امانت ودیعت نہیں اس بات کو تعریفات میں ودیعت کی تعریف بیان کرنے کے بعد ذکر کیا گیا ہے:

"ودیعت اور امانت میں فرق یہ ہے کہ دونوں میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے، ودیعت خاص ہے اور امانت عام ہے اور عام کو خاص کی جگہ بولنا صحیح ہے نہ کے اس کے برعکس۔"[8]

معلوم ہوا کہ جس طرح ودیعت امانت ہے، اسی طرح اجارہ، عاریہ، رہن، اور مضاربت وغیرہ میں بھی امانت پائی جاتی ہے۔

امانت کا حکم

امانت کا حکم یہ ہے کہ امانت کے ضائع یا ہلاک ہونے کی صورت میں امین پر ضمان نہیں آتا بشرط یہ کہ اس کی طرف سے اس کی حفاظت وغیرہ میں غفلت یا زیادتی نہ ہو اگر اس کی طرف سے غفلت یہ زیادتی ہو گی تو پھر وہ ضامن ہو گا۔

مجلۃ الأحکام العدلیہ میں امانت کا حکم یوں بیان کیا گیا ہے: "امانت مضمون نہیں ہوتی، یعنی امین کے عمل اور کوتاہی کے بغیر امانت ہلاک اور ضائع ہونے کی صورت میں مضمون نہیں ہوتی۔"[9]

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ امین پر امانت کا ضمان اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک کے وہ اس کی حفاظت میں غفلت یا کوتاہی وغیرہ نہ کرے اور اگر اس کی طرف سے کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی پائی گئی تو وہ ضمان دینے کا پابند ہو گا۔

امانت میں قبضہ

یہ بات تو واضح ہے کہ امانت مضمون اسی صورت میں ہو گی جب کہ امین نے اس پر قبضہ کیا ہو، اور پھر اس پر کوتاہی یا زیادتی کی ہو، اور اگر اس پر امین کا قبضہ ہی نہ ہو تو مضمون ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پھر امانت پر قبضہ کبھی تو امانت رکھوانے والے سے عقد کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے ودیعت کا عقد، مضاربت کا عقد، اجارہ کا عقد وغیرہ اور کبھی بغیر عقد کے بھی انسان امین بن جاتا ہے، جیسے لقطہ میں یا ایک شخص کی مملوکہ چیز دوسرے شخص کی مملوکہ چیز میں شامل ہو جائے یا اس کے ساتھ لگ جائے تو دوسرا شخص امین بن جاتا ہے، اس کی مثال جیسے کسی کا کپڑا اڑتا ہوا کسی کے گھر میں گر جائے یا کسی کا جانور کسی کی زمین وغیرہ میں چلا جائے وغیرہ۔

ودیعت کی تعریف

احنافؒ کے نزدیک ودیعت کی تعریف:

'مجلۃ الأحکام العدلیۃ' میں ودیعت کی تعریف یوں بیان فرمائی گئی ہے:

"ودیعت کہتے ہیں اس مال کو جو کسی شخص کے پاس اس کی حفاظت کے ارادے سے رکھوایا جاتا ہے۔"[10]

ودیعت کے ساتھ ہی ایک لفظ اور استعمال ہوتا ہے 'الإیداع' جس کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"کسی کو اپنے مال پر صراحۃً یا دلالۃً حفاظت کی غرض سے مقرر کرنا۔"[11]

عام طور پر ودیعت اور ایداع دونوں بول کر کسی کے پاس اپنا مال حفاظت کی غرض سے رکھوانا مراد لیا جاتا ہے۔

مالکیہؒ کے نزدیک ودیعت کی تعریف

'التاج والاِکلیل' میں ہے: ودیعت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کو مال کی حفاظت کے لیے نائب بنایا جائے۔[12]

شافعیہؒ کے نزدیک ودیعت کی تعریف

ان کے ہاں بھی ودیعت کی تعریف کے لیے وہی الفاظ استعمال کیے گیے ہیں، جو مالکیہ کے نزدیک ہیں۔[13]

حنابلہؒ کے نزدیک ودیعت کی تعریف

حنابلہ کے ہاں بھی ودیعت کی تعریف انہی الفاظ کیساتھ کی گئی ہے جن سے احنافؒ نے ودیعت کی تعریف کی ہے[14]

اہل تشیع کے نزدیک ودیعت کی تعریف

ان کے مطابق بھی ودیعت کی تعریف مالکیہ کی تعریف کی طرح ہے۔[15]

ودیعت کے معاملہ میں قبضہ

مذکورہ تعریفات میں الفاظ کا فرق ہے ورنہ حقیقت اور حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ ودیعت کے معاملے میں مودع (جس کے پاس ودیعت رکھوائی جائے) کی ذمہ داری اس وقت سے شروع ہوگی جب وہ اس چیز پر قبضہ کرلے گا، اسی لیے تو اس چیز کا ایسا ہونا ضروری ہے کہ جس پر قبضہ کیا جاسکے اگر کوئی چیز ایسی نہیں تو اس پر ودیعت کا حکم بھی ثابت نہیں ہوگا۔ مثلاً ہوا میں اڑتا پرندہ، یا گمشدہ جانور ودیعت کے طور پر اس وقت تک نہیں رکھوائے جاسکتے جب تک کہ پرندہ پکڑ نہ لیا جائے اور گمشدہ جانور ہاتھ نہ آئے۔ اسی بات کو 'بحر رائق' میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"ودیعت کی شرط یہ ہے کہ مال قبضہ کرنے کے قابل ہو۔"[16]

قبضہ کی صورتیں

قبضہ کرنے کا طریقہ اور صورتیں وہی ہوں گی جو خرید و فروخت کے معاملات میں قبضہ کی صورتیں ہوتی ہیں، البتہ یہاں حکمی قبضہ کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ لیکن صراحۃ قبضہ میں دینے اور دلالۃ قبضہ میں چیز دینے کے اعتبار سے ضرور فرق ہوگا۔ صراحۃ قبضہ کی مثال جیسے کوئی شخص سونا وغیرہ لاکر کسی کے ہاتھ میں دے دے اور یہ کہے کہ میں نے یہ تمہارے پاس ودیعت یا امانت رکھوایا یا رکھواتا ہوں وغیرہ اور دلالۃ قبضہ کی مثال جیسے کوئی شخص اپنا کوئی سامان دوسرے کے پاس رکھ کر چلا جائے اور پہلا شخص اس بات کا اظہار نہ کرے کہ میں اس کی حفاظت نہیں کروں گا وغیرہ تو اس صورت میں پہلا شخص دلالۃ ودیعت رکھنے والا سمجھا جائے گا۔

احادیث مبارکہ میں قبضہ کے لئے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔استیفاء　2۔قبضہ　3۔کیل　4۔نقل　5۔تحویل　6۔اِیواء

احادیث میں قبضہ کے لیے چھ الفاظ کا استعمال

احادیث میں جو چھ الفاظ قبضہ کے ضروری ہونے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں یہ الفاظ قبضہ کے مختلف طریقوں کی نشاندہی کرتے ہیں:

پہلا لفظ ہے 'استیفاء' اس کے معنی یہ ہیں کے کسی سے پورا پورا حق وصول کر لینا، جیسا کے ابن منظورؒ اور زبیدیؒ نے اپنی اپنی لغت میں ذکر کیا ہے: "توفیت المال منہ اور استوفیتہ (اس وقت بولا جاتا ہے) جب آپ مال پورا کا پورا لے لیں... قد استوفیت من فلان وتوفیت منہ مالی علیہ کی وضاحت یہ کہ اس کے اوپر (آپ کی) کوئی چیز باقی نہیں رہی (سب ادائیگی ہو گئی۔)"[17]

معلوم ہوا کے یہ قبضہ کی ان تمام صورتوں کو شامل ہے جن میں قبضہ کرنے والا قبضہ کی جانے والی چیز پوری کی پوری وصول کر لیتا ہے۔

دوسرا لفظ جو احادیث مبارکہ میں استعمال ہوا ہے وہ ہے 'قبضہ' یہ لفظ تو اپنی مراد پر واضح ہے۔

تیسرا لفظ ہے 'کیل' یہ لفظ اگرچہ تولنے کے ایک طریقہ کے لئے بولا جاتا ہے، لیکن کلام میں بعض اوقات خاص بول کر عام مراد لی جاتی ہے اور یہاں کیل، وزن اور عدد وغیرہ سب مراد ہو سکتے ہیں، کیونکہ قبضہ کرنے والے کا مقصود قبضہ کی جانے والی چیز کو قبضہ دینے والے کی مملوکہ چیزوں سے علیحدہ کرنا ہے اور اپنا حصہ متعین کرنا ہے اور یہ سب کیل، وزن اور عدد سب صورتوں میں ہو سکتا ہے، اس لیے اس لفظ سے اپنا حصہ متعین کرنے کے تمام طریقوں کو مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔

چوتھا لفظ ہے 'نقل' یہ قبضہ کی مروجہ صورت کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں قبضہ کا بے غبار طریقہ یہی سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص معاملہ کے بعد اس چیز کو اس کی جگہ سے منتقل کر لے۔ آج کل بھی قبضہ کی یہی صورت رائج ہے کہ جب قبضہ کرنے والا اپنی نئی مملوکہ چیز کو معاملہ کی جگہ سے کہیں اور منتقل کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کے اس نے اس چیز پر اپنا قبضہ کر لیا ہے۔

پانچواں لفظ ہے 'تحویل' اس کا مطلب ہے کے نیا مالک اپنی نو مملوکہ چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا لے جیسا کے زبیدیؒ نے 'تاج العروس' میں فرمایا ہے: "حولہ إلیہ (کا مطلب ہے) اسے ہٹایا، اور راغب (اَصفھانیؒ) نے فرمایا: حولت الشیئ فتحول (کا مطلب ہے) میں نے اس چیز کو تبدیل کیا تو وہ تبدیل ہو گئی، یا تو ذات کے اعتبار سے (بدل گئی)، یا حکم کے اعتبار سے یا قول کے اعتبار سے۔"[18]

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ بات معلوم ہوئی کے جب خریدار اپنی مملوکہ چیز کو اس کی خریداری کی جگہ سے ہٹا لے گا یا اس میں کوئی ایسی تبدیلی کر لے گا جس سے وہ چیز ذات کے اعتبار سے، حکم کے اعتبار سے یا پھر نام کے اعتبار سے تبدیل ہو جائے گی تو یہ سمجھا جائے گا کے گویا اس شخص نے اس چیز پر قبضہ کر لیا۔ یہی بات تحویل کے لفظ سے سمجھی جا سکتی ہے۔

چھٹا لفظ ہے 'اِیواء' اس کے معنی ہیں 'کسی چیز کے ساتھ ملانا' جیسا کے بیعت کی حدیث میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ابن منظورؒ 'لسان العرب' میں فرماتے ہیں: "بیعت کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا: میں تم سے بیعت لیتا ہوں کے تم مجھے جگہ دو گے اور میری نصرت کرو گے یعنی مجھے اپنے ساتھ ملاؤ گے۔"[19]

اس لفظ سے یہ واضح ہوتی ہے کہ جب خریدار مبیع کو اپنی مملوکہ چیزوں کیساتھ ملا لے گا تو یہ ملانا قبضہ شمار ہو گا۔

مضاربت کی تعریف

احنافؒ کی رائے

مضاربت شرکت کی اس قسم کا نام ہے کہ جس میں سرمایہ ایک طرف سے ہو اور کوشش اور عمل دوسری طرف سے ہوں۔[20]

مالکیہؒ کی رائے

ان کے نزدیک عام طور پر مضاربت کے معاملے کے لیے قراض کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

قراض جائز ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ کسی آدمی کو تجارت کرنے کے لیے مال دیا جائے اور وہ اللہ تعالی کا فضل تلاش کرے اور منافع دونوں کے درمیان ان کی رضامندی کے مطابق مشترک ہو۔[21]

شافعیہ کی رائے

ان کے ہاں بھی اس کو قراض، مقارضہ اور مضاربت تینوں ناموں سے ذکر کیا جاتا ہے۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ مالک کسی کو اپنے مال میں تجارت کرنے کا وکیل بنائے اور منافع دونوں کے درمیان مشترک ہو۔[22]

حنابلہؒ کی رائے

مضاربت اسے کہتے ہیں کہ کوئی انسان اپنا مال کسی کو تجارت کرنے کیلئے دے اور منافع دونوں کے درمیان ہو۔[23]

اہل تشیع کی رائے

مضاربت کا مطلب ہے کہ کوئی کسی دوسرے کو منافع کے ایک متعین حصہ پر تجارت کرنے لیے مال دے۔[24]

اوپر ذکر کی گئیں تمام تعریفات اس معنی پر متفق ہیں کہ مضاربت میں مال ایک شخص کی طرف سے ہوتا ہے اور عمل دوسرے کی طرف سے ہوتا ہے اور منافع دونوں کے درمیان طے شدہ نسبت سے تقسیم ہوتا ہے۔

مضارب امین ہوتا ہے

مضارب مضاربت کے مال میں امین ہوتا ہے: "مضارب امین ہوتا ہے اور اسکے ہاتھ میں موجود سرمایہ ودیعت کے حکم میں ہوتا ہے۔"[25]

مطلب یہ کہ مضارب کے ہاتھ میں اگر مال تجارت بنا اس کی غفلت اور تعدی کے ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں آئے گا۔

مضاربت میں قبضہ

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ مضارب امین ہوتا ہے اور مضاربت کا معاملہ ایک طرح سے امانت کا معاملہ ہوتا ہے تو یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ امانت میں امین کے ضامن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ امانت رکھی جانے والی چیز پر قبضہ کرے، اور خود مضاربت کے منافع بخش اور بارآور ہونے کیلئے بھی قبضہ ناگزیر ہے، تاکہ مضارب اپنی مرضی کے مطابق اس میں تصرف کر سکے[26]۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قبضہ کے ساتھ ساتھ اس مال کا مضاربت کے معاملہ کیلئے متعین ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ اگر وہ مضاربت کا نام نہیں لے گا تو مضاربت کا معاملہ مکمل ہی نہیں ہو گا[27]۔

اجارہ کی تعریف

احنافؒ کا مذہب "کسی چیز کے مقصودی نفع کو عوض کے بدلہ مالک بنانا اجارہ ہے۔"[28]

مالکیہ کا مذہب

"معلوم منافع کو معلوم عوض کے بدلہ بیچنا اجارہ ہے۔"[29]

شافعیہ کا مذہب

"عوض کے بدلہ، آنے والی شرائط کے ساتھ، منافع کے مالک بنانے کو اجارہ کہتے ہیں۔"[30]

حنابلہ کا مذہب

"اجارہ کہتے ہیں منافع فروخت کرنے کو۔"[31]

اہل تشیع کے مذہب

"اجارہ وہ عقد ہے کہ جس میں معلوم عوض کے بدلہ منفعت کا مالک بنایا جاتا ہے۔"[32]

ان تمام مذکورہ مذاہب میں ایک چیز مشترک ہے کہ اجارہ ایسے معاملے کا نام ہے کہ جس میں ایک طرف سے تو عوض ہوتا ہے، چاہے وہ مال کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، البتہ دوسری طرف سے کسی چیز کے منافع ہوتے ہیں۔ اب یہ بات جاننے کی ہے کہ مستاجر (جو کسی چیز کو اجرت پر استعمال کرنے کے لیے لے) کے پاس وہ عین موجرہ (اجرت پر دی گئی چیز) امانت ہوتی ہے۔

عقد اجارہ بطور عقد امانت

اجارہ کے معاملہ میں عین موجرہ مستاجر کے پاس بطور امانت ہوتی ہے۔ علامہ کاسانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب 'بدائع الصنائع' میں فرماتے ہیں:
"کیونکہ مستاجر یا اجیر (عقد اجارہ میں) امین ہوتا ہے۔"[33]

اسی طرح کی عبارات دیگر مذاہب میں بھی موجود ہیں، تفصیل کیلئے مندرجہ بالا عبارت کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

عقد اجارہ میں قبضہ

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ عقد اجارہ میں عین موجرہ مستاجر کے پاس بطور امانت ہوتی ہے، تو اس کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا تعریفات سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اجارہ میں منافع حاصل کرنے کے لیے عین موجرہ پر قبضہ کرنا ضروری ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے: "(عین موجرہ) پر قبضہ کرنا عقد اجارہ کی ضروریات میں سے ہے۔"[34]

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب 'الأشباہ والنظائر' میں ذکر فرمایا ہے:

"عقد اجارہ ان عقود میں سے ہے کہ جن کے استقرار کے لیے قبضہ ضروری ہوتا ہے۔"[35]

البتہ یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ عقد اجارہ کے لیے حسی قبضہ ضروری ہے، صرف قبضہ حکمی سے عقد اجارہ کی ابتداء نہیں ہو گی۔ مثلا اگر کسی نے کوئی گاڑی کرایے پر لی تو اس گاڑی کے کاغذات دینے سے ہی عقد اجارہ شروع نہیں ہو جائے گا، جب تک کہ مالک مستاجر کو گاڑی کی چابی اور اس کو استعمال کرنے کے لیے تخلیہ نہ دے دے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ عقد اجارہ میں 'عین موجرہ' کا متعین ہونا بھی ضروری ہے، اگر تعیین کے بغیر قبضہ بھی ہو، تب بھی اجارہ درست نہیں ہو گا، جب تک کہ تعیین نہ ہو جائے[36]۔

رہن کی تعریف

احناف کی رائے:

مجلۃ الأحکام العدلیۃ میں ہے: "رہن کہتے ہیں مال کو کسی حق کے بدلہ روکنا، جس کے ذریعہ اس حق کو وصول کرنا ممکن ہو، اس مال کو مرھون اور رہن کہتے ہیں۔"[37]

مالکیہ کی رائے

"رہن نام ہے کسی کا کوئی ایسی بکنے والی چیز دینا جس کو بیچنے کا اس کو حق ہو، یا اس چیز میں غرر ہو، اگرچہ اسے معاملے میں شرط قرار دیا گیا ہوں، (اس بکنے والی چیز یا غرر والی چیز کو) حق کے بدلہ بطور وثیقہ لیا گیا ہو۔"[38]

اس تعریف میں غرر والی چیز کو بطور خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب کہا گیا کے 'ما یباع' جس کا مطلب ہے کہ ہر بیچی جانے والی چیز رہن میں رکھی جا سکتی ہے اور جو چیز بیچی نہ جا سکے اسے رہن میں رکھنا درست نہیں، جبکہ یہ بات معروف ہے کہ خرید وفروخت کے معاملے میں غرر والی چیز قابل قبول نہیں، تو ان الفاظ سے چونکہ غرر والی چیز رہن کی تعریف سے نکل رہی تھی، جبکہ مالکیہ کے نزدیک غرر والی چیز کو بھی بطور رہن رکھا جا سکتا ہے 'غرر' کا اضافہ کر دیا گیا، تاکہ ایسی چیزیں ان میں شامل ہو جائیں جن میں غرر ہو۔

شافعیہ کی رائے

"متعین مال کو کسی دین کے بدلہ وثیقہ بنانا، جس کے ذریعہ عدم امکان کے وقت دین کی وصولیابی ہو۔"[39]

حنابلہ کی رائے

"رہن نام ہے عین کے بدلہ دین کے وثیقہ کا، اگر اس دین کی وصولیابی دوسرے سے ممکن نہ ہو تو اس (وثیقہ کے طور پر رکھی جانے والی چیز) کی ثمن سے دین کی وصولیابی ممکن ہو۔"[40]

اہل تشیع کی رائے

"کسی کا کوئی ایسی بکنے والی چیز اس سے متعلق حق کے بدلہ دینا، جس کو بیچنے کا اس کو حق ہو۔"[41]

وضاحت:

مذکورہ تعریفات کے اندر یہ بات تو مشترک ہے کہ رہن اس معاملے کو کہتے ہیں جس میں مال یا کسی بھی چیز کو کسی پر واجب حق کے بدلہ حقدار اپنے پاس روک لیتا ہے، تاکہ اصل حق وصول نہ ہونے کی صورت میں اس چیز کو بیچ کر حق وصول کیا جا سکے، البتہ ان تعریفات میں اس بات میں افتراق ہے کہ احناف، شافعیہ اور حنابلہ نے مطلق لفظ 'مال یا عین' ذکر کیا ہے، جبکہ مالکیہ اور اہل تشیع نے لفظ 'ما یباع' ذکر کیا ہے۔ تو اس اختلاف کا فائدہ وہاں نظر آئے گا، جہاں رہن رکھی جانے والی چیز مال نہ ہو، بلکہ حق ہو، تو ایسی صورت میں وہ چیز حضرات احناف، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تو رہن رکھنے کے قابل نہیں ہو گی، جبکہ مالکیہ اور اہل تشیع کے نزدیک اس کو رہن رکھا جا سکے گا۔ جیسے فلیٹ بنانے کا حق، کسی کتاب کی طباعت کا حق، کسی کمپنی کی گڈ ویل وغیرہ۔

عقدرہن بطور عقد امانت

عقد رہن میں جو چیز بطور رہن کے رکھوائی جاتی ہے وہ رہن رکھنے والے کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اس بات کو فقہ کی کئی کتابوں میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے: ''رہن رکھنے والے کے پاس امانت ہوتا ہے۔''[42]

عقدرہن میں قبضہ

رہن میں قبضہ لازمی ہونے پر قرآن کریم کا ارشاد ہے: فرهان مقبوضة[43]۔ ''رہن رکھی جانے والی چیزیں ایسی ہوں جن پر قبضہ کیا گیا ہو۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رہن میں قبضہ ناگزیر ہے۔ اسی طرح مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے: ''جب تک قبضہ نہ پایا جائے نہ تو رہن مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی لازم ہوتا ہے''[44]۔ اور 'الفواكه الدوانی' میں ہے: ''رہن قبضہ میں لیے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔''[45]

خلاصہ

ودیعت امانت کی ایک قسم ہے، امانت عام ہے اور ودیعت خاص ہے، ہر ودیعت امانت ہے لیکن ہر امانت ودیعت نہیں۔ امانت کا اگر عقد کر دیا جائے تو وہ ودیعت، مضاربت، یا اجارہ وغیرہ بن جاتی ہے اور اگر عقد کے بغیر کسی پر کسی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری آجائے تو وہ محض امانت ہے۔ ودیعت کہتے ہیں اس مال کو جو کسی دوسرے شخص کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھوایا جائے، یا کسی دوسرے شخص کو اس کی حفاظت کے معاملہ میں اپنا نائب بنایا جائے۔ ودیعت کے معاملہ میں قبضہ کی بھی وہی صورتیں ہوں گی جو خرید و فروخت کے معاملہ میں ہوتی ہیں، البتہ قبضہ حکمی کی صورت یہاں نہیں پائی جائے گی۔

مضاربت اس معاملے کو کہتے ہیں جس میں ایک طرف سے مال ہوتا ہے اور دوسری طرف سے عمل یا خدمت وغیرہ اور منافع دونوں کے درمیان باہمی رضامندی سے متعین شدہ نسبت سے مشترک ہوتے ہیں۔ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس معاملے کو مضاربت کے ساتھ ساتھ قراض اور مقارضہ بھی کہتے ہیں۔ مضاربت امانت کا معاملہ ہوتا ہے اور مضارب مضاربت کے مال کے معاملے میں امین ہوتا ہے۔ مضاربت کے معاملے کی تکمیل کیلئے قبضہ ضروری ہوتا ہے۔ مضاربت میں قبضہ کیساتھ مضاربت کے مال کا اسی معاملہ کیلئے متعین ہونا ضروری ہے

اجارہ اس عقد کو کہتے ہیں جس میں معلوم عوض کے بدلہ کسی کو منفعت کا مالک بنایا جاتا ہے۔ اجیر امین ہوتا ہے اور جو چیز اس کے استعمال میں ہوتی ہے وہ اس کے پاس بطور امانت ہوتی ہے۔ اجارہ اسی وقت شروع ہوتا ہے، جب مستاجر عین موجرہ پر قبضہ کرلے اور اس کے اور عین موجرہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

رہن اس معاملے کو کہتے ہیں جس میں مال یا کسی بھی چیز کو کسی پر واجب حق کے بدلہ حقدار اپنے پاس روک لیتا ہے، تاکہ اصل حق وصول نہ ہونے کی صورت میں اس چیز کو بیچ کر اپنا حق وصول کر سکے۔ عقد رہن بھی عقد امانت ہے جس میں مرتہن کے پاس عین مرہونہ امانت ہوتی ہے اور وہ امین ہوتا ہے۔ عقد رہن کی تکمیل کیلئے قبضہ ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: فرهان مقبوضة[46]۔ مضاربت، اجارہ اور رہن تینوں میں حسی قبضہ ضروری ہے، چاہے صراحۃ ہو یا دلالۃ۔ قبضہ حکمی سے یہ معاملات مکمل نہیں ہوتے۔

حوالہ جات

[1]الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ص1518، فصل فی الھمزۃ

[2]البقرۃ2: 283

[3]النساء4: 58

[4]المؤمنون23: 8

[5]السجستانی، أبو داؤد سلیمان بن الأشعث، السنن، دار الکتاب العربي بیروت، باب الرجل یأخذ حقه من تحت یده، ج3، ص313

[6]البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ مصر، 1422ھ، ج8، ص104

[7]لجنة من علماء وفقهاء فی الخلافة العثمانیة، مجلة الأحکام العدلیة، نور محمد کتب خانه کراچی، ص144

[8]الجرجانی، علی بن محمد بن علی، التعریفات، دار الکتاب العربي بیروت، سنة النشر: 1405ھ، ص325

[9]مجلة الأحکام العدلیة، ج1، ص145

[10]ایضا، ص144

[11]الحصفکیؒ، علاؤ الدین، الدر المختار، دار الفکر بیروت، 1386ھ، ج5، ص662

[12]العبدری، محمد بن یوسف بن أبي القاسم، التاج والإکلیل لمختصر خلیل، دار الفکر بیروت، 1398ھ، ج5، ص250

[13]الشربینی الخطیب، محمد، الإقناع فی حل ألفاظ أبي شجاع، دار الفکر بیروت، 1415ھ، ج2، ص377

[14]ابن المفلح، إبراهیم بن محمد بن عبد الله بن محمد، المبدع شرح المقنع، دار عالم الکتب، الریاض، 1423ھ، ج5، ص161

[15]الجبعی، زین الدین بن علی العاملی، الروضة البهیة فی شرح اللمعة الدمشقیه، دار العالم الإسلامی بیروت، ج3، ص84

[16]ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفة بیروت، ج7، ص273

[17]ابن منظور، لسان العرب، حروف: وفی، ج15، ص398۔ وکذا فی تاج العروس للزبیدی، حروف: وف ی، ج40، ص221

[18]الزبیدی، تاج العروس، حروف: ح و ل، ج28، ص370

[19]لسان العرب، حروف: آوا، ج14، ص51

[20]مجلة الأحکام العدلیة، ج1، ص271

[21]الثعلبی، أبو عبد الوهاب بن علی بن نصر البغدادی المالکی، التلقین فی الفقه المالکی، دار الکتب العلمیة بیروت، 1425ھ، ج2، ص160

[22]الإقناع فی حل ألفاظ أبي شجاع، ج2، ص341

[23]ابن قدامه، أبو محمد عبد الله المقدسی، الکافی فی فقه ابن حنبل، ج2، ص151

[24]الروضة البهیة فی شرح اللمعة الدمشقیة، ج33، ص77

[25]مجلة الأحکام العدلیة، ج1، ص273۔ أطفیش، محمد بن یوسف بن عیسی، شرح النیل وشفاء العلیل، مکتبة الإرشاد، ج19، ص427

النفراوی، أحمد بن غنیم بن سالم، الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبي زید القیروانی، مکتبة الثقافة الدینیة، ج3، ص1189

الحجاوی، شرف الدین موسی بن أحمد بن موسی أبو النجا، الإقناع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل، دار المعرفة بیروت لبنان، ج2، ص260

[26] مجلة الاحكام العدلية ، ص272

[27] ايضا، ص271

[28] علاؤ الدين، الدر المختار، ج6، ص4

[29] التسولى، أبو الحسن على بن عبد السلام، البهجة فى شرح التحفة، دارالكتب العلمية بيروت، 1418ھ، ج2، ص298

[30] الإقناع فى حل ألفاظ أبي شجاع، ج2، ص347

[31] ابن قدامه المقدسى، الكافى فى فقه ابن حنبل، أبو محمد عبد الله، ج2، ص169

[32] الروضة البهية فى شرح اللمعة الدمشقية، ج3، ص142

[33] الكاسانى، ابو بكر علاؤ الدين، بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، دارالكتاب العربي بيروت، 1982ء، ج4، ص211۔ القرافى، شهاب الدين أحمد بن إدريس، الذخيره، دارالعرب بيروت، 1994ء، ج5، ص505۔ الأنصارى، زكريا، أسنى المطالب فى شرح روض الطالب، دارالكتب العلمية بيروت، 1422ھ، ج2، ص171۔ الإقناع فى فقه الإمام أحمد بن حنبل، ج2، ص245۔ الروضة البهية فى شرح اللمعة الدمشقية، ج3، ص173

[34] الروضة البهية فى شرح اللمعة الدمشقية، دارالعالم الإسلامى بيروت، ج3، ص156

[35] السيوطى، عبدا لرحمن بن أبي بكر، الأشباه والنظائر، دارالكتب العلمية بيروت، 1403ھ، ج1، ص281

[36] مجلة الاحكام، ص86

[37] ايضا، ص133

[38] خليل، مختصر الخليل مع شرحه الشرح الكبير للدردير، إحياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبى وشركائه مصر، ج3، ص233

[39] الدمياطى، ابو بكر ابن السيد محمد شطا، حاشية إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين لشرح قرة العين بمهمات الدين، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، ج3، ص48

[40] المرداوى، علاء الدين أبو الحسن على بن سليمان، الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، دارإحياء التراث العربي بيروت، 1419ھ، ج5، ص105

[41] شرح النيل وشفاء العليل، ج20، ص464

[42] السبكى، تاج الدين عبد الوهاب بن على ابن عبد الكافى، الأشباه والنظائر، دارالكتب العلمية بيروت، 1411ھ، ج1، ص328

الأشباه والنظائر، دارالكتب العلمية بيروت، 1403ھ، ص328

الكرابيسى، أسعد بن محمد بن الحسين، الفروق، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت، 1402ھ، ج2، ص77

ابن رجب، أبو الفرض عبد الرحمن بن أحمد بن رجب، القواعد فى الفقه الإسلامى، مكتبة الكليات الأزهرية، 1391ھ، ج1، ص59

[43] البقرة2: 283

[44] مجلة الأحكام العدلية، ج1، ص134

[45] الفواكه الدوانى على رسالة ابن أبي زيد القيروانى، ج1، ص76

[46] البقرة2: 283